علم الغیب
کہ لا یعلمہا الا ہو

ناشر

محمد صدیق کرنائی

سکریٹری

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

جمعیۃ منزل ۔ بربرشاہ ۔ سری نگر، کشمیر ۱۹۰۰۰۶

برائے مفت تقسیم

رنگ و بو کے دیوانو سُنو!
دنیا کی یہ دلفریبیاں ہمیشہ نہیں رہیں گی
جوانی کی یہ بہاریں سدا ساتھ نہ دیں گی!
ایک وقت آئے گا کہ جب،
اٹھتے ہوئے یہ ہاتھ ڈھلک جائیں گے!
یہ چمکتی آنکھیں پتھرا کر پھٹنے لگیں گی!
اُس وقت،
یہ ڈگریاں و سرٹیفکیٹس، یہ دوست واحباب کام نہ آئیں گے۔
اس وقت کی جیت ——— ہمیشہ کی جیت ہو گی۔
اور
اس وقت کی ہار ——— ہمیشہ کی ہار ہو گی۔
لہٰذا اُس وقت کے آنے سے پہلے سمجھ لو کہ،
دنیا کی بربادی اور آخرت کی رسوائی سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہمارا نہیں بلکہ ہمارے اور تمہارے مالک کا بتایا ہوا طریقہ ہے
"زمانے کی قسم! درحقیقت انسان سخت خسارے میں ہے۔ سوائے اُن (لوگوں) کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین و صبر کی نصیحت کرتے رہے"
تو اے لوگو!!
ایمان لے آؤ اللہ پر جیسا کہ ایمان لانے کا حق ہے۔
کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، صرف وہی داتا، دستگیر، غوث اور مشکل کشا ہے
نذر و نیاز، اس کے اسماء و صفات، الوہیت کا وہی ایک مستحق ہے اور اس کا کوئی شریک و سہیم نہیں۔
پھر ایمان لے آؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، جیسا کہ ایمان لانے کا حق ہے،
کہ وہ اللہ کے آخری نبی، خاتم المعصومین اور افضل البشر ہیں۔
وہی ہمارے رہبر و رہنما، وہی قائد اعلیٰ و قائدِ اعظم ہیں۔
پس ان کی ہر بات لازم اور ہر سنّت سندِ آخر ہے، ہر بدعت گمراہی اور قابلِ نفرت ہے۔
ہماری نجات کیلئے کتاب اللہ اور سنّت رسول قیامت تک کیلئے کافی ہے۔
ہمارا کسی بھی فرقے سے کوئی تعلق نہیں، ہم صرف اور صرف مومن مسلم ہیں اور کفر و شرک سے بھری زمین پر اللہ واحد کا کلمہ سر بلند کرنے کے متمنی۔
ہے کوئی ایسا جو شرک کو مٹانے اور توحیدِ خالص کو پھیلانے کے لئے ہمارا ساتھ دینے پر تیار ہو ———؟

عِلمُ الغیب
لا یعلمھا الا ھو

ناشر

محمد صدیق کرنائی

سکریٹری

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

جمعیۃ منزل ـ بربرشاہ ـ سری نگر، کشمیر ۱۹۰۰۰۶

برائے مفت تقسیم

ہماری زندگی کے دو اصول

کتاب اللہ ــــ سنتِ رسولؐ

اسی اصول کو زندگی کے ہر گوشے میں رائج کرنے کے
لئے "سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر"
تعلیم، تربیت، لٹریچر اور تبلیغ سے ایمان و عمل کی اصلاح
کے لئے ہر لمحہ منزلِ مقصود کی طرف گامزن ہے۔

اس نیک مقصد کی تکمیل میں کیا آپ بھی ہمارا
ساتھ دے سکتے ہیں؟

والسلام

سکریٹری سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ
جموں و کشمیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ علم غیب

(فَقُلْ اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰہِ)

برادرانِ اسلام! غیب دو طرح کا ہے۔ ایک یہ کہ پوشیدہ باتوں کو خود بخود جاننا یا معلوم کر لینا، دوسرا کسی شخص کی بتائی ہوئی خبر کا عام لوگوں کو سُنانا۔ پہلی قسم کا غیب (ذاتی، وہبی، کسبی) تو نہ کسی نبی کو ہے نہ ولی کو۔ اور جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی قسم کا غیب ہے وہ بحکم قرآن کریم و احادیث عظیم سخت مشرک، بے دین اور بے ایمان ہے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اے پیغمبر فرما دیجیے مَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ (کہو اے پیغمبر میں نہیں جانتا کہ آئندہ میرے ساتھ کیا کیا جاوے گا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا)

(۲) قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ ط (نمل) اے پیغمبر فرما دیجیے! جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمینوں میں ہے ان میں سے غیب کی بات کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا)۔

(۳) لَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ اے رسول تو کہدے اگر میں غیب کی باتیں جانتا تو بہت سی بھلائی اپنے لیے جمع کر لیتا اور مجھے کسی طرح کی کبھی بھی کوئی تکلیف نہ پہنچتی)

(۴) فَقُلْ اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰہِ۔ (سورۂ یونس) (اے پیغمبر ان لوگوں سے کہدو کہ غیب کی خبر تو بس خدا ہی کو ہے)

کا یہی عقیدہ رہا ہے اور یہی ہونا چاہیے چنانچہ مولانا رومی صاحبؒ فرماتے ہیں:
جبکہ یعقوب علیہ السلام پر کسی نے سوال کیا۔

کسے پرسید از آں گم گشتہ فرزند | کہ اے روشن گہر پیر خردمند
زمصرش بوئے پیراہن چشیدی | چرا؟ در چاہ کنعانش نہ دیدی
بگفتا حال ما برق جہاں است | دمے پیدا و دمِ دیگر نہاں است

گہے بر طارمِ اعلیٰ نشینم
گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

یعنی کسی نے یعقوب علیہ السلام سے دریافت کیا، کیا وجہ کہ آپ کو مصر سے یوسفؑ کی بو آ گئی لیکن کنعان کے کنوئیں میں جو پاس ہی تھا۔ آپ کو معلوم نہ ہو سکا جواب میں فرمایا: ہمارا حال تو بجلی کی طرح ہے جب چمکی تو کچھ نظر آیا ورنہ کچھ بھی نہیں، کبھی ہم اعلیٰ مقام پر ہوتے ہیں کبھی اپنے پاؤں تلے کی چیز بھی معلوم نہیں ہوتی، یعنی یہ ہماری اختیاری بات نہیں کہ جو کچھ چاہیں معلوم کر لیں۔

اب میں کہتا ہوں کہ رسول خدا اور تمام انبیاء علیہم السلام کو کل علم غیب سونپنے والے مجھے میرے مندرجہ ذیل سوالوں کا جواب دے کر مشکور فرمادیں گے۔ اور خدا کا خوف دل میں رکھ کر خالق کا علم مخلوق کو دے کر شرک کی نجاست سے اپنے دل کو پاک اور صاف کریں۔

سوال نمبر۱

آدم علیہ السلام کو جب علم غیب تھا کہ یہ شجر ممنوعہ کھانے سے اللہ تعالیٰ غصے ہو گا اور مجھے تین سو سال، آہ و زاری کر کے اپنی خطا معاف کرانی پڑے گی تو پھر کیوں کھایا۔ کیا خدا کو ناراض کرنا جائز سمجھتے تھے۔ (نعوذ باللہ منہا)

سوال نمبر۲

نوح علیہ السلام: اے خدا تیرا وعدہ سچا ہے۔ میرے بیٹے کو غرق ہونے سے بچا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نادانوں کی سی باتیں نہ کرو۔ اگر وہ علم غیب جانتے

تھے تو کیوں اپنے پر خدا کو ناراض کیا۔ کیا خدا کی ناراضگی انہیں پسند تھی؟

سوال نمبر ۳

لوط علیہ السلام: فرشتے لڑکوں کی صورت میں اترے تو لوطؑ کی قوم کے لوگ ارادۂ بدبعنی لواطت کے لیے لڑکوں کو چھیننا چاہتے تھے تو حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا کہ بھائیو! یہ میری بیٹیاں نکاح کر لو اور میرے مہمانوں کی بے حرمتی نہ کرو۔ اگر لوط علیہ السلام غیب جانتے تھے کہ یہ فرشتے ہیں تو کیوں گھبرا کر فرشتوں کے عوض اپنی بیٹیاں دینا قبول فرماتے۔ کیا آپ اپنی بیٹیاں پیاری نہ رکھتے تھے۔

سوال نمبر ۴

موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام سے کہا۔ آپ اجازت دیں تو آپ کے ساتھ رہوں بشرطیکہ جو علم اللہ نے آپ کو سکھایا ہے اس سے کچھ آپ مجھ کو بھی سکھا دیں۔ اگر موسیٰ علیہ السلام غیب دان تھے تو حضرت خضرؑ سے کیوں تعلیم لینے گئے۔ کیا آزمائش کرتے تھے؟ (سورۃ کہف)

سوال نمبر ۵

سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کی حاضری لی تو ہُدہُد کو غیر حاضر پا کر فرمایا کہ وہ کہاں ہے؟ اگر اس نے اپنی غیر حاضری کی کوئی دلیل پیش نہ کی تو ہم اس کو سخت سزا دیں گے یا اسے ذبح کر ڈالیں گے اگر سلیمان علیہ السلام غیب دان تھے تو ہُدہُد کو کیوں تلاش کیا جب انہیں معلوم تھا تو غصّہ کی حالت میں اس کے لیے سزا تجویز کرنے کے کیا معنی؟ (شاید پرندوں کی بہتات کی وجہ سے نظر نہ آیا ہوگا) (سورہ نمل)

سوال نمبر ۶

عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سو سال تک مُردہ رکھ کر پھر زندہ کیا اور پوچھا تو کتنی مدت مرا رہا؟ عرض کیا ایک دن یا اس سے بھی کم۔ اگر

اگر آپ غیب دان تھے تو سو سال کے عرصے کو ایک دن یا اس سے بھی کم کیوں بتایا۔ کیا یہ تجاہل عارفانہ تھا؟ (سورۃ بقرہ)

سوال نمبر ۷

جناب سرور کائنات فخر موجودات آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی خوشنودی کے واسطے کیوں خدائے تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو اپنے اوپر حرام کر کے قسم کھائی جس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ کن آیت نازل ہوئی یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ (اے نبی جو چیز خدا نے تمہارے لیے حلال کی ہے تم نے اپنی بیبیوں کی خوشنودی کے لیے اپنے اوپر کیوں حرام کیا؟) اگر آپ غیب دان ہوتے تو کیوں اللہ تعالےٰ کے خلاف منشا چلتے؟

سوال نمبر ۸

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر جب منافقین نے تہمت لگائی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت صدمہ ہوا اور نہایت متفکر اور پریشان ہوئے اصحابوں سے مشورے کیے مگر جب تک خدا تعالیٰ نے حضرت صدیقہ رضہ کی برأت نازل نہ فرمائی آپ کو اطمینان کلی نہ ہوا۔ اگر آپ غیب کی خبریں جانتے ہوتے تو اصحابوں سے مشورے کرنے اور اتنے رنج و ملال کی کیا ضرورت تھی؟ (سورۃ نور)

سوال نمبر ۹

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم علم غیب جانتے تھے تو کیوں خیبر کی دعوت میں زہر آمیز طعام نوش فرمایا اور ایک صحابی

کو بھی شریک طعام رکھا، جس سے وہ اسی وقت شہید ہو گیا۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا دیدہ دانستہ یوں ایک صحابی کو شہید کرنا گوارا فرمایا؟

سوال نمبر ۱۰

بیر معونہ کے ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر عرض کی کہ چند آدمی میرے ہمراہ کر دیجیے جو میری قوم میں اسلام کی تبلیغ کریں۔ اگر وہ مسلمان ہو گئے تو میں بھی ہو جاؤں گا آپ نے ستر جلیل القدر اصحاب قرّاءِ قرآن اس کے ہمرکاب کیے راستے میں وہ تمام اصحاب بدعہدی کر کے شہید کر ڈالے گئے جس پر آپ کو ازحد حزن و ملال ہوا۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سانحہ روح فرسا کی قبل از وقت خبر ہوتی تو آپ کیوں ستر عظیم الشان قاری اصحاب کو اس بدذات کے ساتھ بھیجتے کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے دشمن تھے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

برادرانِ ملّت! یہ چند باتیں مشتے نمونہ از خروارے ہیں، ورنہ ہزاروں واقعات قرآن مجید اور حدیث شریف اور تاریخ السیر میں ایسے ملتے ہیں جن میں آپ کا بشر ہونا ثابت ہے۔ اگر آپ کو کلی طور پر عالم الغیب مانا جائے تو مندرجہ بالا واقعات کی رُو سے انبیاء کی ذات پر کس قدر الزامات عائد ہوتے ہیں۔ نعوذ باللہ

شرک فی العلم کی برائی کا بیان

یہاں ان آیتوں اور حدیثوں کو بیان کیا جاتا ہے کہ جن سے اشراک فی العلم کی برائی ثابت ہوتی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۚ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورہ انعام میں کہ اسی کے پاس کنجیاں غیب کی ہیں، نہیں جانتا ان کو مگر وہی) یعنی جس طرح اللہ صاحب نے بندوں کے واسطے ظاہر کی چیزیں دریافت کرنے کو کچھ راہیں بتا دی ہیں جیسے آنکھ دیکھنے کو، کان سننے کو، ناک سونگھنے کو، زبان چکھنے کو، ہاتھ ٹٹولنے کو، عقل سمجھنے کو اور وہ راہیں ان کے اختیار میں دی ہیں کہ اپنی خواہش کے موافق ان سے کام لیتے ہیں۔ جیسے جب کچھ دیکھنے کو جی چاہا تو آنکھ کھول دی، نہ چاہا تو آنکھ بند کرلی۔ جس چیز کا مزہ دریافت کرنے کا ارادہ ہوا منہ میں ڈال لیا، نہ ارادہ ہوا نہ ڈالا سو گو کہ ان چیزوں کی دریافت کرنے کو کنجیاں ان کی دی ہے۔ جیسے جس کے ہاتھ کنجی ہوتی ہے قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے کھولے جب چاہے نہ کھولے۔ اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے جب چاہیں کریں جب چاہیں، نہ کریں،

علم غیب اللہ ہی کو ہے

سو اسی طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کرلے، یہ اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے۔ کسی نبی اور ولی کو، جن وفرشتے کو پیر وشہید کو، امام و امام زادے کو، بھوت و پری کو اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت

نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں بلکہ اللہ تعالےٰ اپنے ارادہ سے کبھی کسی کو جتنی بات چاہتا ہے، خبر کر دیتا ہے، سو یہ اپنے ارادہ کے موافق، نہ ان کی خواہش پر، چنانچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہا ایسا اتفاق ہوا ہے کہ بعضی بات دریافت کرنے کی خواہش ہوئی اور وہ بات معلوم نہ ہوئی، پھر جب اللہ تعالےٰ کا ارادہ ہوا تو ایک آن میں بتادی، چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں منافقوں نے حضرت عائشہ رضؓ پر تہمت لگائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بڑا رنج ہوا اور کئی دن تک بہت تحقیق کیا پر کچھ حقیقت معلوم نہ ہوئی اور بہت فکر و غم میں رہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوا تو بتادیا کہ وہ منافق جھوٹے ہیں اور عائشہ رضؓ پاک ہیں، سو یقین یوں ہی رکھنا چاہیے کہ غیب کے خزانہ کی کنجی اللہ ہی کے پاس ہے اس نے کسی کے ہاتھ نہیں دی، اور کوئی اس کا خزانچی نہیں، مگر اپنے ہی ہاتھ سے قفل کھول کر اس میں سے جتنا جس کو چاہے بخش دے اس کا ہاتھ کوئی پکڑ نہیں سکتا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی یہ دعویٰ کرے کہ میرے پاس ایسا کچھ علم ہے کہ جب چاہوں اس سے غیب کی بات دریافت کر لوں اور آئندہ باتوں کا معلوم کر لینا میرے قابو میں ہے، سو وہ بڑا جھوٹا ہے کہ دعوائے خدائی کا رکھتا ہے اور جو کوئی کسی نبی اور ولی کو یا جن و فرشتہ کو، امام و امام زادے کو، پیر و شہید کو یا نجومی و رمال کو یا جفار کو یا فال دیکھنے والے کو یا برہمن اشلی کو یا بھوت و پری کو ایسا جانے اور اس کے حق میں یہ عقیدہ رکھے، سو وہ مشرک ہو جاتا ہے اور اس آیت سے منکر۔

اور یہ جو وسواس آتا ہے کہ بعضے وقت کوئی نجومی یا رمال یا برہمن یا شگونی کچھ کہہ دیتا ہے اور وہ اسی طرح ہو جاتا ہے تو اس سے ان کی غیب دانی ثابت ہوتی ہے، سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ بہت باتیں ان کی غلط بھی ہوتی ہیں

تو معلوم ہوا کہ علم غیب ان کے اختیار میں نہیں ان کی اٹکل کبھی درست ہوتی ہے کبھی غلط، اور یہی حال ہے استخارہ[1] اور کشف کا اور قرآن مجید کی فال کا لیکن پیغمبروں کی وحی میں کبھی غلطی نہیں پڑتی۔ سو وہ ان کے قابو میں نہیں۔ اللہ تعالےٰ جو آپ چاہتا ہے سو بتا دیتا ہے ان کی خواہش کچھ نہیں چلتی،

قال اللہ تعالیٰ: قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ وما یشعرون ایان یبعثون (۲۷)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورہ نمل میں کہ کہو: نہیں جانتے وہ لوگ جو ہیں آسمانوں اور زمین میں غیب کو، مگر اللہ تعالےٰ اور نہیں خبر رکھتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

یعنی اللہ تعالےٰ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ لوگوں سے یوں کہہ دیں کہ غیب کی بات سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی نہیں جانتا، نہ فرشتہ نہ آدمی نہ جن نہ کوئی چیز، یعنی غیب کی بات کو جان لینا کسی کے اختیار میں نہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اچھے لوگ سب جانتے ہیں کہ ایک دن قیامت آوے گی اور یہ کوئی نہیں جانتا کہ کب آوے گی، سو ہر چیز کا معلوم کر لینا جو ان کے اختیار میں ہوتا تو یہ بھی معلوم کر لیتے۔

قال اللہ تعالیٰ: ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر ○ (۳۱/۴)

اور کہا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورہ لقمان میں بیشک اللہ ہی کے پاس ہے خبر قیامت کی اور وہی اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ماں کے پیٹ میں ہے اور نہیں جانتا کوئی کہ کیا کرے گا کل، اور نہیں جانتا کوئی کہ کس زمین میں مریگا بیشک اللہ بڑا جاننے والا ہے خبردار ہے۔

---

[1] یعنی لوگوں کے من گھڑت استخارے۔ حدیث میں جس استخارے کا ذکر ہے اس کا مقصد غیب کا معلوم کرنا نہیں ہوتا بلکہ اس سے غرض اللہ تعالیٰ پر توکل کے اعتقاد کو مضبوط بنانا ہے۔

یعنی غیب کی باتوں کی سب خبریں اللہ ہی کو ہیں اور ان کا جان لینا کسی کے قابو میں نہیں۔ چنانچہ قیامت کی خبر کہ اس کا آنا بہت مشہور ہے اور نہایت یقینی۔ اس کے بھی آنے کے وقت کی خبر کسی کو نہیں، پھر اور چیزوں کے ہونے کی خبر کا تو کیا ذکر ہے، جیسے کسی کی فتح، کسی کی شکست، کسی کا بیمار ہونا، کسی کا تندرست ہونا کہ یہ باتیں نہ تو قیامت کے برابر مشہور ہیں نہ ویسی یقینی، اور اسی طرح مینہ برسنے کے وقت کی خبر کسی کو نہیں، حالانکہ اس کا موسم بھی بندھا ہوا ہے اور اکثر ان موسموں پر برستا بھی ہے اور سارے نبی ولی اور بادشاہ اور حکیم اس کی خواہش بھی رکھتے ہیں سو اگر اس کے وقت معلوم کرنے کی کچھ راہ ہوتی تو کوئی البتہ پا لیتا۔ پھر جو چیزیں کہ نہ ان کا موسم بندھا ہوا ہے نہ سب لوگ مل کر ان کی خواہش رکھتے ہیں، جیسے کسی شخص کا مرنا، جینا اولاد ہونی، یا غنی و فقیر ہونا یا فتح و شکست ہونی، سو ایسی چیزوں کی خبر کی راہ کیونکر پا سکیں؟ اور اسی طرح جو کچھ مادہ کے پیٹ میں ہے اس کو بھی کوئی نہیں جان سکتا کہ ایک ہے یا دو، نر ہے یا مادہ، کامل ہے یا ناقص، خوبصورت ہے یا بدصورت! حالانکہ حکیم لوگ ان سب چیزوں کے اسباب لکھتے ہیں پر کسی کا حال بالخصوص نہیں جانتے۔ تو اور چیزیں کہ آدمی میں چھپی ہیں جیسے خیالات اور ارادے اور نیتیں اور ایمان اور نفاق تو وہ کیونکر جان سکیں اور اسی طرح جب کوئی اپنا حال نہیں جانتا کہ کل کو کیا کروں گا تو اور کسی کا کیونکر جان سکے۔ اور جب اپنے مرنے کی جگہ نہیں جانتا تو اور کسی کے مرنے کی جگہ یا وقت کیونکر جان سکے غرض کہ اللہ کے سوا کوئی کچھ آئندہ کی بات اپنے اختیار سے نہیں جان سکتا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ سب جو غیب دانی کا دعویٰ کرتے ہیں، کوئی کشف کا دعویٰ رکھتا ہے، کوئی استخارہ کے عمل سکھاتا ہے، کوئی تقویم اور پترا نکالتا ہے، کوئی رمل اور قرعہ پھینکتا ہے کوئی فالنامہ لیے پھرتا ہے، یہ سب جھوٹے ہیں اور دغاباز۔ ان کے جال میں ہرگز نہ پھنسنا چاہیے۔ لیکن جو شخص آپ دعوے غیب دانی کا نہ رکھتا ہو بلکہ اتنی ہی بات بیان کرتا ہوں کہ کچھ بات کبھی اللہ کی طرف

سے مجھ کو معلوم ہو جاتی ہے سو وہ میرے اختیار میں نہیں کہ جو بات میں چاہوں تو معلوم کر لوں یا جب میں چاہوں تو دریافت کر لوں تو یہ بات ہو سکتی ہے شاید وہ سچا ہو یا مکّار۔

جو لوگ حضورؐ کو بلند آواز سے خطاب کرتے ہیں ان کے تمام اعمال تباہ ہو جاتے ہیں

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (نہ آواز بلند کرو حضورؐ کی آواز سے اور نہ اونچی آواز سے بات کرو ان سے جیسے کہ تم ایک دوسرے کو بلند آواز سے پکارتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے تمام اعمال تباہ ہو جائیں اور تم کو اس کا شعور بھی نہ ہو)

اللہ پاک تو فرماتا ہے کہ بلند آواز سے حضورؐ کو مخاطب کرنا منع ہے اس سے تمام اعمال تباہ ہو جاتے ہیں مگر تم ہو کہ نہیں سمجھتے اور اپنا ہی نقصان کر رہے ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تو کچھ نہیں بگڑے گا نہ ان کی عزت کم ہو گی۔ بڑے چھوٹوں کو بلند آواز سے نام لیکر پکارتے ہیں۔ مگر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تم سے چھوٹے تو نہیں کہ تم انہیں بلند آواز سے اور نام لے کر پکارتے ہو خدا سے ڈرو اور اپنے اعمال کی فکر کرو۔

لو! مزید سنو کہ اللہ تعالیٰ سورہ نور کے آخری رکوع پارہ ۱۸ میں کیا فرماتا ہے۔

حضورؐ کو ایسے نہ پکارو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ط

(نہ پکارو رسولؐ کو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو) خدا حکم دیتا

دینا ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند آواز سے نہ پکارو مگر تم نے ضد اور تعصب اور محض مخالفت کے لیے حضور کو بلند آواز سے نعرے مار کر پکارنا شروع کر دیا ہے، برادرم! سوچو کیا کر رہے ہو۔ قرآن اور خدا کی مخالفت سے باز آؤ اور حضور کا اس طرح سے ادب کرو جس طرح اللہ نے حکم دیا ہے۔

افسوس صد افسوس! کہ تم نے یہ سب کام مسجدوں میں شروع کر دیا۔ اور حیف ہے تم پر کہ بے عزتی کو تم نے عزت سمجھ رکھا ہے۔

قرآن پاک تو اس بات سے بھی روکتا ہے۔

ان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا ط

(بیشک مسجدیں اللہ کی ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو)

دُعا یعنی پکار کی قسمیں

پکار یا دعا کی صرف دو قسمیں ہیں (۱) دعائے عبادت (۲) دُعائے استعانت یعنی عبادت کے لیے پکارنا الدعاء ھو العبادۃ) (۲) مدد کے لیے نہ نظر آنے والی طاقت کو پکارنا، یہ دونوں قسم کی پکار یا دُعا اللہ تعالے کے لیے خاص ہے آپ ہر روز نماز میں ایاک نعبد وایاک نستعین پڑھتے ہیں کہ "یا اللہ ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں" لہٰذا میرے پیارے مسلمان بھائیو! خوب سمجھ لو!

(۱) حضور کو بلند آواز سے پکارنے سے ان کی بے ادبی ہوتی ہے۔

(۲) اس طرح پکارنا صرف اللہ کے لیے خاص ہے کسی اور کو نہیں پکارنا چاہیے۔

(۳) جس طرح حضور کو صبح کی اذان کے بعد بعض مسجدوں میں پکارا جاتا ہے، یہ صلوٰۃ یعنی درود کا طریقہ غلط ہے۔ حضور پر درود کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ کو پکار کر حضور کے لیے رحمت و برکت کی دعا کریں جیسے کہ نماز میں، آپ درود شریف پڑھتے ہیں اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد الخ یا جیسے آپ کا نام نامی سن کر

صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے یعنی اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو آپ پر۔

(۴) باقی اذانوں اور صبح کی اذان میں جیسا کہ آپ جانتے ہیں فرق ہے۔ صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم (نیند سے نماز بہتر ہے) کے لفظ زائد ہیں، ان الفاظ کو تثویب کہتے ہیں، شیعہ حضرات کے علاوہ باقی تمام فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ صرف صبح کی اذان میں یہی الفاظ کہے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے پیغمبرؐ نے اسی بات کا حکم دیا ہے۔ مگر آپؐ سے سات سو سال بعد مصر کے فاطمی شیعہ خلفاء کے زمانے میں اذان کے بعد کچھ اس طرح کے الفاظ کہے جاتے تھے جیسے کہ آج کل کہے جاتے ہیں، آپ جانتے ہیں شیعہ حضرات کی اذان ہماری اذان سے زیادہ لمبی ہے۔ سُنی مسلمانوں کو خاموش کرنے کے لیے اور اپنی اذان کو درست بتانے کے لیے یہ السلام علیک یارسول اللہ وغیرہ تثویب گھڑی گئی جو بعد میں بند ہو گئی۔ اب جناب سکندر مرزا کے زمانے سے پھر یہ بدعت شروع کی گئی تا کہ ہم ان کی اذان کو غلط نہ کہہ سکیں، جس کا کتاب و سنت میں کوئی وجود نہیں، اسلیے سُنی بنو اور کتاب و سنت کے مطابق کام کرو تا کہ تم پکے سُنی بن جاؤ۔

فرمانِ عمرؓ

حضرت عمرؓ خلیفہ ثانیؓ کی موجودگی میں ایک شخص نے اذان کے بعد نماز سے پہلے لوگوں کو آوازیں دیں "نماز نماز" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بڑی سختی سے منع فرمایا کہا تو پاگل ہے کیا تیری اذان میں وہ بلاوا نہ تھا جس سے ہم آ جاتے۔

(ابو داؤد باب تثویب)

فرمان عبداللہؓ بن عمرؓ

روی عن مجاھد قال دخلت مع عبد اللہ بن عمر مسجدا قد اذن فیہ ونحن نرید ان نصلی فیہ فثوب المؤذن فخرج عبد اللہ بن عمر

من المسجد وقال اخرج بنا من هٰذہٖ المبتدع ولم یصل فیہ وانما کرہ عبد اللہ بن عمرؓ التثویب الذی احدثہ الناس بعد

حضرت مجاہد سے روایت ہے فرمایا انہوں نے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ ایک مسجد میں داخل ہوا جس میں اذان کہی جا چکی تھی پس مؤذن نے تثویب کہی اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مسجد سے باہر نکل آئے اور فرمایا ہم کو اس بدعتی سے لے چل اور آپ نے اس مسجد میں نماز نہ پڑھی، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس تثویب کو جو لوگوں نے حضور صؐ کے بعد نئی نکالی تھی، مکروہ بتایا) (ترمذی شریف)

ایسی مسجد میں نماز نہیں ہوتی

مذکورہ عبارت سے ظاہر ہے کہ جس مسجد میں اذان کے بعد کوئی بھی الفاظ بطور تثویب کہے جائیں اس میں نماز چھوڑ دینی چاہیے حضرت عبداللہ بن عمرؓ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے مگر پھر بھی انہوں نے ایسی مسجد میں نماز نہ پڑھی جس میں اذان کے بعد نماز سے پہلے کچھ الفاظ بطورِ تثویب کہے گئے۔

فرمان حیدر کرارؓ

روی ان علیاًرأی مؤذناً یثوب فی العشاءِ فقال اخرجوا هٰذہٖ المبتدع من المسجد ہ

روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک موذن کو دیکھا کہ وہ عشا کے وقت تثویب کہہ رہا تھا آپ نے فرمایا اس بدعتی کو مسجد سے نکال دو۔
اس سے اندازہ ہوا کہ دین میں کسی طرح کا اضافہ صحابہ کرام بھی جائز نہیں سمجھتے تھے بلکہ سختی سے اس کی مخالفت کرتے تھے لہذا ہماری زندگی میں صرف وہی کام ہونا چاہیئے جس کا کتاب و سنت ہمیں حکم دیتا ہے۔ فقط۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۲۰۸﴾

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدد

کے الفاظ کہنا شریعت مطہرہ کی روشنی میں

عبدالقدوس سلفی

محمد صدیق کرناہی
سکریٹری
سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر
جمعیۃ منزل بربرشاہ، سرینگر-۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)

برائے مفت تقسیم

رنگ و بو کے دیوانو سُنو!
دنیا کی یہ دلفریبیاں ہمیشہ نہیں رہیں گی!
جوانی کی یہ بہاریں سدا ساتھ نہ دیں گی!
ایک وقت آئے گا کہ جب،
اٹھتے ہوئے یہ ہاتھ ڈھلک جائیں گے!
یہ چمکتی آنکھیں پتھرا کر چڑھنے لگیں گی!
اُس وقت،
یہ ڈگریاں و سرٹیفیکیٹس، یہ دوست و احباب کام نہ آئیں گے۔
اس وقت کی جیت ——— ہمیشہ کی جیت ہوگی۔
اور
اس وقت کی ہار ——— ہمیشہ کی ہار ہوگی۔
لہٰذا اس وقت کے آنے سے پہلے سمجھ لو کہ،
دنیا کی بربادی اور آخرت کی رسوائی سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور یہ ہمارا نہیں بلکہ ہمارے اور تمہارے مالک کا بتایا ہوا طریقہ ہے
"زمانے کی قسم! درحقیقت انسان سخت خسارے میں ہے۔ سوائے اُن (لوگوں) کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین و صبر کی نصیحت کرتے رہے۔"
تو! اے لوگو!!
ایمان لے آؤ اللہ پر، جیسا کہ ایمان لانے کا حق ہے۔
کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، صرف وہی داتا، دستگیر، غوث اور مشکل کشا ہے
نذر و نیاز، نعرے و پکار، غرض سارے مراسمِ عبودیت کا وہی ایک مستحق ہے اور اس کا کوئی شریک و سہیم نہیں۔
پھر ایمان لے آؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، جیسا کہ ایمان لانے کا حق ہے،
کہ وہ اللہ کے آخری نبی، خاتم المعصومین اور افضل البشر ہیں۔
وہی ہمارے رہبر و رہنما، وہی قائدِ اعلیٰ و قائدِ اعظم ہیں۔
پس ان کی ہر بات لازم اور ہر سنت سندِ آخر ہے، ہر بدعت گمراہی اور قابلِ نفرت ہے۔
ہماری نجات کیلئے کتاب اللہ اور سنتِ رسول قیامت تک کیلئے کافی ہے۔
ہمارا کسی بھی فرقے سے کوئی تعلق نہیں، ہم صرف اور صرف مومن مسلم ہیں اور کفر و شرک سے بھری زمین پر الٰہ واحد کا کلمہ سربلند کرنے کے متمنی۔
ہے کوئی ایسا جو شرک کو مٹانے اور توحیدِ خالص کو پھیلانے کے لئے ہمارا ساتھ دینے پر تیار ہو———؟